25

کھو کھلے نعروں کا کچا چٹھا

پرجا پریشد سے دو دو باتیں

از دفتر آل جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس

پرجا پریشد کی موجودہ شورش

جموں کی پرجا پریشد کی شورش جو یہاں صرف جموں کے چند علاقوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ یہ ہندوستان کی جمہوریت کے خلاف چلائی ہوئی ایک خطرناک شورش کی شاخ ہے۔ اور ایک ایسی رجعت پسند تحریک کا حصّہ ہے جو ہندوستان میں پاکستان کے نمونہ پر مذہبی سٹیٹ بنانے کے خواب دیکھنے والے لوگ چلا رہے ہیں۔ ہندوستان میں "ہندو راشٹر" کے نام سے پاکستان کی مذہبی حکومت کے نمونہ پر ایک فسطائی نظام قائم کرنے کے لئے کئی قسم کی سازشیں ہو رہی ہیں۔ اور ان سازشوں کی جڑیں ہندوستان اور ہندوستان سے بھی باہر تک پھیلی ہوئی ہیں۔ ہندوستان کی جنتا جن طاقتوں کی غلامی سے آزادی کی لمبی جنگ لڑنے کے بعد آزاد ہوئی۔ وہ اس کی ترقی کا راستہ روکنے کے لئے نئے نئے بہروپ بھر کر ہاتھ پاؤں مار رہی ہیں۔ ترقی کی تمام قوتوں کو شکست دینے کے لئے آج کل جو لہر چل رہی ہے۔ پریشد کی تحریک اسی کا ایک حصّہ ہے۔

راجواڑہ شاہی قائم کرنے کے خواب

پورے بھارت میں اس وقت ایک طرف ترقی کی قوتیں ہیں جو ملک کو آگے لے جانا چاہتی ہیں اور دوسری طرف رجعت پسندی کی قوتیں ہیں یا جو کبھی کبھی یہ خواب دیکھتی ہیں کہ ہندوستان میں نئی قسم کی رجواڑہ شاہی پھر سے قائم کر دی جائے اور موجودہ جمہوری سیٹ اپ SET-UP کو درہم برہم کر دیا جائے۔ اور کبھی ان کے ذہن میں کسی ایسی طرزِ حکومت کا تصور کروٹیں لیتا ہے جو پاکستانی ماڈل پر ہو۔ فرق صرف اتنا ہے کہ پاکستانی مسلم لیگ والے اسلامی سٹیٹ کے نام سے اور بھارت کے رجعت پسند ہندو راشٹر کے نام پر عوام کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ اور لوگ راج کی دولت لوگوں کے ہاتھ سے چھین لینا چاہتے ہیں۔

انتخابات میں شکست سے بوکھلاہٹ

ہند کے پچھلے جنرل الیکشنز میں عوام دشمن طاقتوں کو بڑا بھاری دھکا لگا تھا۔ اور ہر ایک صوبہ میں بالخصوص صوبہ پنجاب، یو۔پی وغیرہ شمالی ہند میں ان کے تمام ہوائی قلعے مسمار ہو

گئے تھے رکھائی ہوئی چوٹیں سال بھر سہلا لینے کے بعد اب وہ شکست خوردہ قوتیں پھر ابھرنا چاہتی ہیں۔ اور وہ مختلف بہانے تلاش کرتے ہیں۔

اس وقت ان کی طرف سے تین قسم کے نعرے لگائے جا رہے ہیں۔ (۱) مشرقی پاکستان کے رفیوجیوں کی زبانی ہمدردی کا نعرہ۔ (۲) قانون کے نام پر گائے کے تحفظ کا نعرہ۔ (۳) جموں کو کشمیر سے جدا کر کے ہند سے ملانے کا نعرہ۔ ان نعروں کو لے کر ہندوستان بھر میں ایک ملک گیر تحریک کی بنیاد رکھی جا رہی ہے، اور جموں کو اس بات کے لئے منتخب کیا گیا ہے کہ اس جگہ سے اس خطرناک کھیل کو شروع کیا جائے۔ ورنہ شرارت کا سارا میدان جموں کا علاقہ نہیں ہے، بلکہ ایک بہت وسیع میدان اُن کی نظر میں ہے۔ اگر ہم صرف جموں کے لئے ہی اس تحریک کو سمجھیں تو صحیح نتیجہ حاصل نہ ہوگا۔

آج کل پنجاب۔ دہلی وغیرہ میں ڈیموکریٹک طرزِ حکومت کے خلاف جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ پریشدی تحریک سے الگ چیز نہیں ہے۔ اس تحریک کی جس نظریہ سے بھی تائید کی جا رہی ہے۔ وہ نہ صرف جمہوریت کے خلاف ہے، بلکہ وہ ڈیموکریسی کے خلاف ایک باقاعدہ طے شدہ پروگرام ہے۔ ہمارے سامنے اس کی یہ بنیاد ہے۔ جس کو سمجھنے کے بعد ہی مرض کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اور علاج کیا جا سکتا ہے، علاج کی کامیاب کوشش کے وقت ہمیں

پرجا پریشد کے مقاصد

بھی سمجھنا چاہیئے۔ کہ پرجا پریشد کیا ہے؟ پانچ چھ سال پہلے یہ کیا مقصد لے کر اٹھی اور اس نے کیا کچھ کیا؟ اور آج اس کے مقاصد کیا ہیں جس مقصد کو لے کر جموں میں ۱۹۴۷ء میں یہ جماعت کھڑی ہوئی۔ اور جو کام اس وقت انہوں نے کئے ان سے اس صوبہ کا بچہ بچہ واقف ہے۔ مگر تمام ناپاک کام کرنے کے باوجود یہ جماعت ۱۹۴۷ء میں جس مقصد کو حاصل نہ کر سکی۔ آج پانچ سال گذرنے کے بعد نئے نعروں اور نئے بہروپ میں اسی مقصد کو حاصل کرنے کی ناکام کوشش کر رہی ہے۔ سب لوگ ان کے تب کے پروگرام کو جانتے

ہیں۔ اور اِن کی کرتوتوں کو بھی جانتے ہیں۔ اِن کرتوتوں کا جو نتیجہ نکلا اس کو بھی جانتے ہیں۔ اور آج کی کرتوتوں کا جو نتیجہ ہو سکتا ہے پہلے نتائج سے زیادہ خطرناک ہے۔ اِس لئے ہر شخص کو اِس کا اندازہ لگانا چاہیئے۔

ناپاک اور غدارانہ اغراض

آج حالات ہم سے تقاضا کرتے ہیں کہ ہم دیکھیں کہ ہمارا ملک اِس وقت کہاں کھڑا ہے۔ اور اِس شورش کا انجام کیا ہو سکتا ہے۔ پرجا پریشدی شورش کے پیچھے جن کا ہاتھ ہے بدقسمتی سے وطن کی محبت اور عزت کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ ریاست جموں و کشمیر کا سب سے اہم اور بڑا حصہ بے شک ہندوستان کے ہاتھ سے نکل کر پاکستان میں چلا جائے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ کشمیر اگر پاکستان میں چلا جائے تو ہندوستان میں فرقہ دارانہ شورش پیدا کر کے موجودہ جمہوری دور کو ختم کیا جا سکتا ہے کشمیر کو ہندوستان کے ساتھ رکھنے سے ان کا مقصد حاصل نہیں ہوتا ہے۔ وہ ایک ہنگامہ پیدا کرنا چاہتے ہیں جس سے وہ جمہوریت کو شکست دینے میں کامیاب ہو سکیں اس ناپاک غرض کو پورا کرنے میں پرجا پریشد آلہ کار بن رہی ہے جس کی شورش جموں اور کشمیر کے عوام کے اِس اتحاد کو پارہ پارہ کرنے پر تل گئی ہے۔ جو پاکستانی حملہ کی کشتی کے لئے ایک مضبوط چٹان ثابت ہوا تھا جس کے ساتھ ٹکرانے والے پاکستانی طوفان کو منہ کی کھانی پڑی تھی۔ آج بھی ہندوستان کے جمہوریت پسند اور جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس کے کارکن اور دونوں صوبوں کے ... عوام ریاست جموں و کشمیر کے ایک ایک ذرہ کو مقدس مان کر اور گلشن کشمیر کو مادر ہند کے جگر کا ٹکڑا یقین کر کے تہیہ کئے بیٹھے ہیں کہ کشمیر ہندوستان کے ساتھ رہے گا مگر غداران وطن ان مقاصد کو خطرے میں ڈال رہے ہیں۔

خفیہ سازشوں کو بے نقاب کردو

پرجا پریشدیوں اور ہند کے ترقی دشمن عناصر کی مکر دہ سازش کو صوبہ جموں کے اکثر عام لوگ نہیں

جاتے ہیں۔ اس لئے دھوکے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ فرض وطن پرست اور سمجھدار لوگوں پر عائد ہوتا ہے کہ وہ جنتا کو اس خطرہ سے آگاہ کریں اور بتائیں کہ کس طرح کشمیر پاکستان کو بطور تحفہ پیش کرنے کی سازش مکمل ہو چکی ہے عوام کو یہ امر بھی ذہن نشین کرانا ہے کہ اگر پاکستان میں کشمیر چلا جائے۔ تو کیا جموں واقعی بچ سکتا ہے۔ اور عوام کو واقعات اور دلائل کے ساتھ یہ بتانے کی ضرورت ہے۔ کہ اگر کوئی دشمن طاقت کشمیر پر قبضہ کرے تو اس کے ہاتھ سے صوبہ جموں کو نہیں بچایا جا سکتا۔ پنڈت جواہر لال جی نے درست فرمایا ہے کہ جموں اور کشمیر ایک ہی وجود کی دو آنکھیں ہیں۔ پریشد والے اس فلسفے کو نہ سمجھنے کی وجہ سے دشمن کا کھیل کھیل رہے ہیں۔ ان کی اس شرارت کے خطرے سے ملک کو بچانا عوام کا فرض ہے۔ عوام نے ہی اس شورش کا خاتمہ کرنا ہے۔ اور اس شورش کا مقابلہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ عوام کو تمام واقعات سے آگاہ کر کے ان کو اعتماد میں لے لیا جائے۔

کشمیر اور ہندوستان

کشمیر ہزاروں سال سے ہندوستان کا ایک حصہ رہا ہے اور آج بھی ہے اور جب تک ہندوستان اور کشمیر کے غیور فرزند موجود ہیں یہ ہندوستان کا حصہ رہے گا۔ اگرچہ قبائلی حملہ کے بعد کشمیر کے کچھ علاقے دشمن کے غاصبانہ قبضہ میں آ گئے ہیں لیکن آج بھی ہندوستان کی فوجیں اس سرزمین پر ہیں۔ اور بہادری سے حفاظت کر رہی ہیں۔ پاکستان کے مقابلہ میں ہندوستان کا فوجی استحکام اس سرحدی ریاست کے کناروں پر اس وقت بھی اور آئندہ بھی رہنا ضروری ہے۔ اور یہ استحکام اگر وادی کشمیر میں ہو تو اس سے پیچھے ہٹ کر بانہال کے اس پار کوئی قدرتی جگہ ایسی نہیں ہے۔ جہاں حفاظتی انتظامات مستحکم کئے جا سکیں۔ کوئی سلطنت اگر اپنی حیثیت قائم رکھنے کے لئے کسی جگہ فوجی استحکام قائم رکھتی ہے۔ تو وہ خاص خاص اصولوں پر ہی ہوتا ہے۔ جب ریاست جموں و کشمیر ہند کا ایک حصہ ہے۔ تو کشمیر ہی ایک خاص جگہ ہے۔ جو ہندوستان کے لئے مستحکم حفاظتی قلعہ کا کام دے سکتی ہے۔ جو لوگ یہ قلعہ دشمن کے ہاتھ دے دینے کی سازش کر رہے ہیں۔ اور اس سازش کو کامیاب

بنانے کے لئے شورش کر رہے ہیں۔ وہ پورے ہندوستان کے ساتھ غداری کر رہے ہیں۔ اور ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اس غدارانہ چال کو کامیاب نہ ہونے دے جو پرشد کی شورش کی صورت میں چلائی گئی ہے۔

کیا کشمیر کے بغیر جموں زندہ رہ سکتا ہے؟

جو شخص کشمیر کے متعلق یہ کہتا ہے کہ وہ پاکستان میں چلا جائے۔ وہ دوسرے لفظوں میں یہ بھی کہتا ہے کہ جموں بھی پاکستان میں چلا جائے کیونکہ جموں کے ایک طرف سیالکوٹ ہے جو پاکستان کی فوجی طاقت کا ایک بڑا مرکز ہے اور اگر دوسری طرف صوبہ کشمیر بھی پاکستان کے قبضہ میں چلا جائے اور پاکستان شمال کی طرف سے بھی جموں کو گھیر لے تو جموں پاکستان کے دو جبڑوں کے بیچ میں پہنچ جائے گا۔ اور ایسی حالت میں جموں کو پاکستان کا لقمہ بننے سے بچانا بالکل ناممکن بات ہے۔ اور یہ بھی تو سوچو کہ پچھلے پانچ سال سے پاکستان سالم ریاست جموں و کشمیر کا دعویٰ کرتا چلا آ رہا ہے۔ اور ہم بھی سالم ریاست جموں و کشمیر کو ہندوستان کا ایک حصہ یقین کر کے مقابلہ کر رہے ہیں۔ اگر اب ہم خود ہی شکست خوردہ ذہنیت پیدا کر لیں۔ اور اپنے تمام اصولوں۔ دعوؤں اور حقوق کو بالائے طاق رکھ کر پاکستان سے کہیں کہ چلو مسلم اکثریت والے علاقے کشمیر۔ پونچھ۔ راجوری۔ میرپور وغیرہ تم ہی لے لو۔ اور صرف "ڈوگرہ دیش" ہم کو چھوڑ دو۔ تو کیا پاکستان اپنی روش تبدیل کرے گا؟ اگر کوئی عقل کا دشمن اس وہم میں مبتلا ہے تو اسے اپنے دماغ کا علاج کرانا چاہیئے۔

جموں کشمیر اور پاکستان

پاکستان کے احساسات تو کشمیر کے بارے میں صرف یہ ہیں۔ کہ "وہ ایک صحت افزا مقام اور اچھی جگہ ہے" لہٰذا پاکستان کو یہ جگہ ملنی چاہیئے لیکن جموں کے لئے اس کے دل میں ایک غیر معمولی کشش ہے۔ پاکستان جموں کو فوجی اور اقتصادی لحاظ سے کشمیر سے بہت زیادہ اہم قرار دیتا ہے۔ اس لئے کشمیر لے کر بھی وہ جموں سے دستبردار نہ ہوگا نتیجہ یہ ہے۔ کہ

موجودہ شورش برپا کر کے کشمیر کا صوبہ تو پرجا پرشد والے مفت میں پاکستان کو دینا چاہتے ہی تھے مگر جموں بھی ہاتھ سے دے رہے ہیں۔ لہذا پریشدی شورش کے یہ معنی ہیں کہ پہلے جموں و کشمیر کو الگ الگ کر دیا جائے۔ اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے دونوں پاکستان کی نذر کر دیئے جائیں۔ پریشدیوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جموں و کشمیر کے لاکھوں وطن پرست عوام ایسی ناپاک تحریک کو کبھی کامیاب نہ ہونے دیں گے۔

پریشد کی تحریک کا رائے شماری پر اثر

کل تک جب سکیورٹی کونسل میں معاملہ طے ہو جائیگا۔ تو جموں و کشمیر کے ایک سرے سے دوسرے کنارے تک رائے شماری ہوگی۔ جو ہماری ایک طے شدہ COMMITMENT ہے۔ اِس وقت پاکستان کے طرفدار بھی ووٹ مانگنے نکلیں گے ووٹ مانگنے والے ہمیشہ عوام کے احساسات کو اپیل کرتے ہیں۔ اس ریاست میں تازہ احساسات وہی ہوں گے جو پریشدی شورش سے عوام کے دلوں میں آج کل پیدا ہو رہے ہیں۔ ہندوستان کے ساتھ کشمیر کے الحاق کے لیے جو دلائل اب تک دیئے گئے اُن کی بنیاد اِن اصولوں پر ہے جن کی بنا پر جموں و کشمیر کو علیحدہ علیحدہ تسلیم نہیں کیا گیا۔ پاکستان کے حق میں دلائل کی جس فرقہ پرستانہ بنیاد کو نیشنل کانفرنس نے سال ہا سال محنت کر کے گرا دیا تھا۔ اس کو پرجا پرشد کی موجودہ ایجی ٹیشن پھر مضبوط بنا رہی ہے۔ اس کے سبب میں رائے اندازی کے وقت اگر کثرت رائے پاکستان کے حق میں گئی۔ تو جموں کو پاکستان سے بچا لینے کی کونسی صورت ہو سکتی ہے۔ یہ پریشدیوں سے دریافت کرنا ہر ایک جموی کا فرض ہے۔ کسی شخص کو غلط فہمی نہ رہنی چاہیئے۔ کہ ووٹ ساری ریاست کے لوگ ڈالیں گے اور جو نتیجہ ہوگا، ساری ریاست کے لئے ایک ہی ہوگا۔

جموں پاکستان کی نظروں میں

جب پریشدی یہ کوشش کرتے ہیں کہ کشمیر کو

جموں سے کاٹ کر علیحدہ کر دیا جائے۔ تو کچھ لوگوں کو وہ یہ دہوکا دیتے ہیں کہ پاکستان کو جموں لے لینے کی چنداں خواہش نہیں۔ وہ تو کشمیر کے لئے ہی لڑ رہا ہے۔ اگر اس کو کشمیر مل گیا تو وہ پونچھ راجوری وغیرہ کچھ مسلم اکثریت کے علاقے لے کر باقی ماندہ صوبہ سے دستبردار ہو جائے گا۔ اور اس کے بعد بچا ہوا جموں ہندوستان کا حصہ بن جائے گا۔ یہ ایک دہوکا ہے ورنہ دنیا جانتی ہے کہ جب کشمیر لے لیا تو پھر جموں کے لئے پاکستان کے تمام دعویٰ اور بھی مضبوط دعویٰ بن جاتے ہیں۔ اور ہر شخص کو معلوم ہے کہ جموں کے بارے میں پاکستان کے یہ دعوے ہیں کہ (۱) یہاں کے بسنے والے لاکھوں آدمی یہاں سے نکال دئے گئے ہیں۔ جن کے لئے جموں کے سوا کوئی اور وطن نہیں۔ (۲) جغرافیائی لحاظ سے صوبہ جموں ایک ایسا پہاڑی اور میدانی علاقہ ہے جو بغیر کسی قدرتی حدِ فاصل کے پاکستان کے علاقہ کے ساتھ مسلسل ملا ہوا ہے۔ (۳) چونکہ پاکستان میں کوئلہ۔ لوہا، جست اور المونیم وغیرہ بنیادی دھاتیں جن کی پاکستان کو ضرورت ہے نایاب ہیں۔ اس نایابی کی تلافی کے لئے بھی پاکستان نے اپنی نظریں جموں پر گاڑ رکھی ہیں۔ اور وہ جموں کی معدنی (MINERAL) دولت پر آس لگائے بیٹھا ہے۔ اس طرح پاکستان کی نظروں میں جموں کی اہمیت کشمیر کی اہمیت سے بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ (۴) پاکستان کا چوتھا دعویٰ چناب اور توی کے پانی پر ہے۔ دریاؤں کے پانی کے بارے میں تو پہلے ہی پاکستان کا جھگڑا چل رہا ہے۔ (۵) سب سے بڑھ کر فوجی لحاظ سے پاکستان جموں پر قبضہ جمانے کو اپنی حفاظت کا واحد ذریعہ قرار دے کر جموں کا دعویدار ہے۔ یہ ہیں اس کے بڑے بڑے دعوے جموں کے بارے میں۔ جن کو وہ کشمیر پر حق ثابت کر لینے کے بعد دنیا کے سامنے پیش کرے گا۔ ان دعوؤں کا راستہ پرجا پریشد صاف کر رہی ہے۔

کشمیر کو حاصل کرنے کے بعد اگر جموں ملنے میں دیر لگی تو وہ ان دعوؤں اور دلائل کو پیش

کرے گا۔ اور اگر شور وغل کے ذریعہ کشمیر کے ساتھ ساتھ جموں کو حاصل نہ کر سکا۔ تو یو۔ این۔ او میں ان دعووں کی بنا پر اور سر ظفر اللہ کی منطق کے ذریعہ حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ جموں ایک ایسا مقام ہے۔ جو پاکستان کی آنکھ میں سب سے زیادہ کھٹکتا ہے اور ایسی حالت میں ہے۔ کہ اس کو حاصل کرنے کے لئے آسان طریقہ سے جد وجہد کی جا سکتی ہے۔ جب پرجا پریشد کشمیر۔ پونچھ اور راجوری میں پاکستانی فوجوں کو کھینچ لائے گی۔ تو سیالکوٹ میں ان کی چھاونی ہے ہی۔ جہاں سے توپیں جموں شہر تک مار کر سکتی ہیں اور یہ وہ خطرے ہیں جو پرجا پریشد کی شورش کا قدرتی نتیجہ بننے والے ہیں۔ اس وضاحت کو سمجھ لینے کے بعد ہر ایک شخص آسانی سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ پرجا پریشد کی شورش اس ملک کو کتنا بڑا نقصان پہنچانے والی ہے۔ اور اس کی مخالفت کرنا اور پریشدیوں کو اس سے باز رکھنا ہر ایک وطن دوست شخص کے لئے کتنا ضروری ہے۔

کیا پریشد والے سوچتے نہیں؟

اگر یہ پریشدی شورش کامیاب ہو جائے۔ اور کشمیر پاکستان کے قبضہ میں چلا جائے۔ تو جہاں کشمیر صوبہ کے لاکھوں نیشنل کانفرنسی مسلمان اور صوبہ کشمیر کے لاکھ بھر ہندو اور سکھ باشندے رفیوجی بن کر ہندوستان جانے پر مجبور ہوں گے۔ وہاں جموں صوبہ کے تمام لوگ تو جھاڑو پھیر کر سب کے سب رفیوجی بن جائیں گے۔ اور ان کو کہیں سر چھپانے کو جگہ نہ ملے گی۔ اور اس سے جو ہنگامہ ہوگا اس کا ہندوستان پر کیا اثر ہوگا۔ یہ ہمیں ابھی سے تصور میں لانا چاہیئے۔ اور عوام کی توجہ ان تلخ مگر کھلے ہوئے واقعات کی طرف دلانا چاہیئے۔ تاکہ صحیح حالات کا اندازہ لگا کر آنے والے طوفان کی ابھی سے روک تھام کی جا سکے۔

پردہاں ودہان اور نشان

جہاں تک پرجا پریشد کے گمراہ کن پروپیگنڈہ یعنی

پر دھان کے مقابلہ میں پردھان ۔ آئین کے مقابلہ میں آئین اور جھنڈے کے مقابلہ میں جھنڈے کا تعلق ہے۔ عوام کو اس کی اصلیت سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔ ان تینوں سوالوں کو پریشد والے غلط طریقہ سے پیش کر کے لوگوں کو دھوکے میں ڈال کر اور ان کے جذبات مشتعل کر کے کام نکالنا چاہتے ہیں۔ ان تینوں چیزوں کی اصل پوزیشن کو سمجھنے کے لئے ان کی تشریح میں جانا لازمی ہے۔

کشمیر کا ودھان ہند کے ودھان کی شاخ ہے

مثلاً ودھان کو لیجیئے۔ جموں وکشمیر کی جنتا کو بے شک ودھان بنانے کا حق دیا گیا ہے۔ لیکن حق کس نے دیا ہے؟ ہند کے ودھان نے۔ ہند کی ودھان سبھا نے، ہند کے قومی فیصلہ نے۔ لہذا کشمیر کا ودھان ہند کے ودھان کا مدمقابل نہ ہو گا۔ بلکہ ہندوستان کے ودھان کی ایک شاخ ہو گا۔ اس کی وضاحت یہ ہے۔ کہ ہند ودھان کی دفعہ ۳۷۰ کی بنیاد پر ریاست جموں وکشمیر کا آئین بنایا جا رہا ہے۔ اور وہ اس دفعہ کی شرائط کے تحت ہی بنے گا۔ چنانچہ ڈیفنس۔ امور خارجہ۔ رسل و رسائل کے بارہ میں کشمیر آئین کو ہند کے آئین کی دفعہ ۳۷۰ کی شرائط کا پابند رہنا ہو گا۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ہند کے ودھان کے طے کئے ہوئے فیصلے کی بنا پر کشمیر کا ودھان بنایا جا رہا ہے۔ صحیح لفظوں میں ہند کا ودھان کشمیر کے لئے ایک مرکزی آئین ہے۔ اور اس کی شاخ کے طور پر کشمیر کا ودھان ریاست جموں وکشمیر کے لئے بنایا جا رہا ہے۔ لہذا یہ کہنا غلط ہے۔ کہ کشمیر کا آئین ہند کے آئین کا مدمقابل ہے۔

صدر ریاست راشٹرپتی کا مدمقابل نہیں ماتحت ہے

اسی طرح یہ کہنا بھی غلط ہے۔ کہ ہند کے صدر جمہوریہ کے مقابلہ میں کشمیر کا صدر ریاست ہے۔ ہند کے راشٹرپتی جس طرح

ہندوستان کے دوسرے حصّوں کے لئے صدر ہیں۔ اسی طرح کشمیر کے بھی صدر ہیں۔ پھر یہاں
کے صدرِ ریاست کو "صدر" کہنے سے راشٹرپتی کی پوزیشن میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔ حقیقت
یہ ہے کہ ہندوستان کی ہر سٹیٹ کا ایک ہیڈ ہے۔ ان آئینی حکمرانوں کی کئی قسمیں ہیں۔ گورنر۔
راج پرمکھ۔ لفٹیننٹ گورنر وغیرہ۔ ان سب کے نام الگ الگ ہیں۔ اور ان کے مقرر کرنے
کے طریقے بھی الگ الگ ہیں۔ مشترکہ چیز سب کے درمیان صرف ایک وصف ہے اور وہ یہ
کہ وہ راشٹرپتی کی تابع مرضی کسی نہ کسی سٹیٹ کے ہیڈ اور آئینی حکمران تصور ہوتے
ہیں۔ راشٹرپتی کی رضامندی کے دوران میں ہی اپنی اپنی گدّی پر بیٹھتے ہیں۔ جموں و کشمیر
کے ہیڈ کا نام صدرِ ریاست ہے اور یہ صدرِ ریاست بھی راشٹرپتی کے تابع مرضی اپنے عہدے
پر براجمان ہے۔ البتہ کچھ فرق ہے۔ تو وہ نام کے علاوہ عہدے پر فائز ہونے کے طریقہ کا ہے
یعنی یہاں کی قانون ساز اسمبلی انتخاب سے اس کی کوالیفکیشن Qualification
کو مکمل کرتی ہے۔ مگر انتخاب کے بعد صدرِ ریاست کا تقرر ہند کے راشٹرپتی کی طرف سے
اسمبلی کے انتخاب کردہ امیدوار کو تسلیم کرنے سے عمل میں آتا ہے۔ اور تقرر کا یہ طریقہ
کوئی قابلِ اعتراض نہیں بلکہ تحسین کے قابل ہے۔ اس تقرر کے بعد پھر صدرِ ریاست دوسری
ریاستوں کے آئینی حکمرانوں کی طرح راشٹرپتی کی مرضی کے دوران میں ہی اس عہدے
پر قائم رہ سکتا ہے۔ اس آئینی پوزیشن کو سمجھ لینے کے بعد معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔

۲۔ والے جھنڈے کی پوزیشن

کئی بار قائدِ اعظم شیرِ کشمیر نے واضح
فرمایا ہے۔ کہ ہندوستان کے نیشنل فلیگ
کو جموں و کشمیر میں سپریم اور بلند درجۂ احترام حاصل ہے۔ جو پورے ملک کے قومی جھنڈے
کا ملک کے کسی حصہ میں ہونا لازمی ہے۔ اور جس کے بعد سٹیٹ فلیگ کا موجود ہونا کوئی غیر

معمولی بات نہیں ۔ اور یہ معاملہ ایسا نہیں جس پر بحث نہ ہوئی ہو۔ ہندوستان کی پارلیمنٹ میں دونوں ایوانوں کے سامنے کشمیر کے ہل والے لال پھریرے کی پوزیشن پر پورا غور کرنے کے بعد تسلیم کیا جا چکا ہے کہ ایک مخصوص سٹیٹ فلیگ state flag ریاست جموں وکشمیر میں مقامی ضروریات کے لئے استعمال کرنے سے ہندوستان کے قومی جھنڈے کے احترام میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ہند پارلیمنٹ کے سینکڑوں معزز ارکان جن میں ہندوستان کی آزادی کے لئے سب کچھ قربان کر دینے والے رہنما شامل ہیں۔ قومی جھنڈے کے بارے میں جموں کی پریشد سے بھی کم احساس رکھتے ہیں۔ اگر کشمیر کے جھنڈے سے قومی ترنگے کی شان میں فرق آتا تو پارلیمنٹ کبھی کشمیر کا جھنڈا تسلیم نہ کرتی۔ یہ سب جانتے ہیں کہ جد وجہد اور قربانی کا جو جذبہ ہند کے قومی جھنڈے کے انتخاب میں کارفرما ہے وہی جذبہ ریاست جموں وکشمیر کے ہل والے لال جھنڈے کا بھی پس منظر ہے۔ یہاں کا جھنڈا بھی آزادی کی ایک کامیاب عوامی تحریک کی یادگار ہے۔ جس طرح ترنگے جھنڈے کے تلے کشمیر کے علاوہ باقی ہندوستان کے عوام نے آزادی کے لئے قربانیاں دی تھیں۔ اسی طرح جموں وکشمیر کے لال جھنڈے کے تحت اس ریاست کے عوام نے آزادی کی خاطر قربانیاں دی ہیں۔ لیکن ایک بڑی بات اور بھی ہے جو ہل والے جھنڈے کی تاریخ کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اس جھنڈے کو ہاتھ میں لے کر یہاں کے ہندو و مسلم عوام نے پاکستان کی طرف سے کرائے گئے قبائلی حملے کا مردانہ وار مقابلہ کیا ہے۔ لٹیروں کے ہاتھوں قتل ہوتے ہوئے بچوں کی جان اور ماؤں بہنوں کی عصمتیں ہل والے جھنڈے کو ہاتھ میں لے کر بچائی گئی ہیں۔ اور مظفر آباد میں ماسٹر عبد العزیز، ٹھیکیدار کپور سنگھ اور بارہمولہ کے محمد مقبول شیروانی اس جھنڈے کا ساتھ دے کر گولیاں کھائی ہیں۔ اور آج بھی

پاکستان کے خلاف نیشنل کانفرنس کی جدوجہد اسی جھنڈے کے سایہ میں ہو رہی ہے۔ جو تب تک جاری رہے گی۔ جب تک پاکستان کے غاصبانہ تصرف سے ریاست کو نجات ہو جائے گی۔ ان حالات میں اس جھنڈے کے خلاف زہر اگلنے والوں کو شرم آنی چاہیئے۔ مگر بدقسمتی یہ ہے کہ پرشیدی بھائیوں کا سیاسی اصول اور اخلاق ایسا ہے۔ کہ فضول سے فضول حرکت سے بھی نہیں شرماتے۔

ریاست کشمیر کے آئینی امتیازات

میں اس سلسلہ میں کارکنوں کی ذاتی واقفیت کے لئے یہ بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ

ریاست کشمیر کو جو آئینی امتیازات ہند پارلیمنٹ اور ہند کی ودھان سبھا نے دے دئیے ہیں۔ وہ بلا سوچے نہیں دیئے گئے۔ نہ صرف ریاست جموں و کشمیر بلکہ پورے ہندوستان کے مفاد کو پیش نظر رکھ کر جموں و کشمیر میں آئین ساز اسمبلی بنانے، اس کے ذریعہ ریاست کے لئے آئین بنا کر لاگو کرنے کا فیصلہ ہندوستان نے کیا ہے۔ اور اس بات میں سب سے زیادہ جس شخص نے اس وقت راہنمائی کی وہ مرحوم سردار پٹیل تھے۔ خاص کر دفعہ ۳۷۰ مرحوم سردار پٹیل نے بذات خود مرتب فرمائی ہے۔ اس سے قبل ڈاکٹر امبیدکر نے اس کا ڈرافٹ (مسودہ) بنایا تھا۔ کشمیر کے لیڈروں کو ڈاکٹر صاحب کے ڈرافٹ سے تسلی نہ ہوئی۔ کئی دن تک غور ہوتا رہا۔ اس وقت پنڈت جواہر لال نہرو امریکہ میں دورہ پر تھے۔ جب بہت کچھ بحث مباحثہ ہو چکا تو سردار پٹیل نے خود اس دفعہ کا ڈرافٹ بنایا۔ جو ہند کی آئین ساز اسمبلی نے پاس کیا۔ اور یہ دفعہ ۳۷۰ ہند کے اس ودھان کا جزو ہے۔ جس کی حفاظت کا نام لے کر اور جس کو لاگو کرنے کا نعرہ لگا کر پرجا پریشد شورش برپا کر رہی ہے۔ جس شخص کو آئین اور قانون کی کچھ بھی سوجھ بوجھ ہے وہ جان سکتا ہے۔ کہ دفعہ ۳۷۰ کے تحت ریاست جموں و کشمیر کے

لئے ودھان بنانا ہی ہند کے ودھان کو کشمیر پر لاگو کرنا ہے ۔ اور اس کی مخالفت کرنا ہند کے ودھان کو کشمیر پر لاگو کرنے کے راستے میں روڑے اٹکانا ہے ۔ جو پرجا پریشد کر رہی ہے ان حالات میں اگر غور سے دیکھا جائے ۔ تو پرجا پریشد نہ صرف ہند کے ودھان ، پردھان اور نشان کا اپمان کر رہی ہے بلکہ پوری ہندوستانی قوم کے فیصلوں کے خلاف بغاوت کر رہی ہے ۔

پریشد کا بے معنی شور وغوغا

پرجا پریشد کے ان نعروں کی گمراہ کن باتوں کے بارے میں عوام کا ذہن روشن رکھنا ضروری ہے ۔ اور ہر شخص پر یہ امر واضح کرنا لازمی ہے ۔ کہ ریاست جموں وکشمیر کو جو آئینی اختیارات ہند پارلیمنٹ کی طرف سے دئے گئے ہیں ۔ یہ کوئی غیر معمولی رعایات نہیں ہیں ۔ یہ تو قومی ضرورتوں کے مطابق آئینی ADJUSTMENTS ہیں ۔ اور پھر کشمیر کے لئے ہی خاص امتیازات نہیں ہیں ۔ حالات کے مطابق ہر سٹیٹ کے لئے الگ کچھ نہ کچھ امتیازات آئین میں موجود ہیں اے ، بی اور سی سٹیٹوں کے لئے الگ الگ درجے آئینی طور پر رکھے گئے ہیں ۔ مثلاً لاء اینڈ آرڈر پنجاب کے لئے ایک سٹیٹ کا صیغہ ہے ۔ لیکن دہلی کی سٹیٹ کو لاء اینڈ آرڈر کے معاملہ میں دخل ہی نہیں ۔ اور یہ صیغہ مرکز کا صیغہ ہے ۔

تاریخی موثرات

یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیئے ۔ کہ جس طرح ہر ایک چیز اپنے وقت اور ماحول کی پیداوار ہوتی ہے ۔ اسی طرح آئینی باتیں حالات اور ماحول سے متاثر ہوتی ہیں ۔ مثلاً اسی دفعہ ۳۷۰ کو لیجئے ۔ اس کی پشت پر بھی سیاسی حالات ہیں ۔ پاکستان کا حملہ ۔ بروقت الحاق نہ کیا جانا ۔ یو ۔ این ۔ او میں کشمیر کا معاملہ چلا جانا اور دوسرے مخصوص ریاستی حالات جو جموں کشمیر کے ساتھ ہی تعلق رکھتے ہیں ، اس دفعہ کی پشت پر ہیں ۔ اس لئے یہ دفعہ ٹھوس موثرات ، تاریخی واقعات اور

خاص قسم کے حالات کی پیداوار ہے۔ اور یہ حقیقت بھی کسی سے پوشیدہ نہیں کہ امور خارجہ رسل و رسائل اور ڈیفنس جو اس وقت مرکز کو تفویض شدہ ہیں۔ ان کے علاوہ بھی ہماری ریاست کی آئین ساز اسمبلی اگر مناسب سمجھے کہ کوئی صیغہ مرکز کو تفویض کرنا چاہیئے تو تفویض کرسکتی ہے۔ لیکن یہ تفویضگی ایجی ٹیشن کے ذریعہ سے نہیں ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے کچھ شرائط ہیں۔ اور اس قسم کی تفویضگی کے ضابطہ کا اشارہ بھی دفعہ ۷۵ میں دیا گیا ہے۔ بہر حال اگر نفسِ امتیازات کو دیکھا جائے تو ہمیں ان پر فخر ہونا چاہیئے۔ چہ جائیکہ یہ ایک شکایت کا موجب ہوں۔ ان اختیارات کی بنیاد پر ہم کشمیر کے عوام سے نہ صرف ہندوستان کے ساتھ دائمی الحاق کا فیصلہ اطمینان بخش طریقے سے حاصل کرسکتے ہیں۔ بلکہ ان اختیارات کی قوت سے کام لے کر ہم ترقی کی اس رفتار کو تیز تر کر سکتے ہیں۔ جس پر اس ریاست کے لاکھوں پسماندہ لوگوں کے بہبود کا انحصار ہے۔

پاکستان کے فاسد ارادے

پاکستان نے تقسیم ہند سے پہلے فرقہ پرستی کے نعرے سے اپنا مطلب حاصل کیا۔ سرحد کی رائے شماری فرقہ پرست نعروں سے جیتی۔ فسادات۔ قتل و غارت سے اپنا اُلّو سیدھا کیا۔ سلہٹ کو آسام سے فرقہ پرستی کے ذریعہ الگ کیا۔ اور اسی ہتھیار کو وہ کشمیر میں بروئے کار لانا چاہتا ہے۔ لیکن کشمیر میں پاکستانیوں کو ایک مشکل درپیش ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہاں کے لوگوں کو فرقہ پرستی کے نعروں کی حقیقت سے خوب آگاہ کیا گیا ہے۔ اور نیشنل کانفرنس نے ایک ایسا سیاسی ماحول پیدا کیا جس میں "مذہب خطرہ میں" کا نعرہ کسی کو اپنی طرف متوجہ نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کا کام اب تک کشمیر میں نہ چل سکا لیکن اب پرجا پریشد اپنے چلن سے قوم ہتھیار کو

خود ہی کُست دینا رہے ہیں۔ جو بڑی بد قسمتی کی بات ہے۔ عوام کا فرض ہے کہ وُہ اس خطرے اور اس کے نتائج کا احساس کریں۔ اور دُشمن کی چالوں کا راستہ صاف نہ کریں۔

پرجا پریشد کی ایجی ٹیشن سے پاکستان نے کیا پایا

گذشتہ چند دِنوں میں پاکستان کی طرف سے ہند کو یہ کہا گیا۔ کہ رائے شماری کے زمانہ میں تم اٹھارہ (۱۸) ہزار کیا اٹھائیس (۲۸) ہزار فوج رکھ لو۔ اور ہم پاکستانی مقبوضہ کشمیر میں ایک بھی پاکستانی سپاہی نہیں رکھیں گے۔ سر ظفر اللہ خان تو اب یہاں تک اُتر آیا ہے۔ کہ اس نے اپنی آخری تقریر میں کہا ہے۔ کہ اگر سکیورٹی کونسل کہے کہ پاکستان صرف پانسو سپاہی رکھے۔ اور ہندوستان پندرہ ہزار فوج رکھ لے تو بھی پاکستان ماننے کے لئے تیار ہو گا" یہ جُرأت اس کو محض اس وجہ سے ہوئی کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس کی لڑائی جموں میں لڑی جا رہی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ریاست میں پرجا پریشد پاکستان کے لئے سازگار حالات پیدا کر رہا ہے۔ آج پاکستان کشمیر والوں کو کہتا ہے۔ کہ تم کو حکومت ہند اور ہندوستان کی پارلیمنٹ نے چند کھلونے یہ کہہ کر دئے تھے کہ" اپنی کانسٹی ٹیوئنٹ اسمبلی بلا لو۔ اپنا آئین بنا لو۔ اپنا صدر چُن لو۔ اپنا جھنڈا لہرا لو۔ وغیرہ وغیرہ۔ اب دیکھو وہ ایک ہاتھ سے دیکر دوسرے ہاتھ سے پرجا پریشد کی شورش کے ذریعہ یہ کھلونے تم سے چھین لئے جا رہے ہیں۔ کیا پھر بھی ہندوستان پر اعتبار کرو گے۔" یہ ہے وہ پوزیشن جو پرجا پریشد کی شورش سے بنتی جا رہی ہے۔ اور جب تک اس شورش کا خاتمہ نہ ہو اس کا کوئی علاج نہیں۔

ایک کھلی حقیقت

آخر میں عوام کو اس حقیقت کی طرف متوجہ رکھنا ضروری

ہے کہ پاکستان علاقائی رائے شماری نہیں مانگتا ہے۔ ساری ریاست کے لئے رائے شماری مانگتا ہے۔ اور ہندوستان کی طرف سے اور ریاست کی طرف سے بھی حفاظتی کونسل کے ریزولیوشن منظور کئے گئے ہیں۔ ان میں اس اصول کو ہی مانا گیا ہے۔ کہ جنرل رائے شماری کا جو نتیجہ ہوگا۔ وہ ساری ریاست پر حاوی ہوگا۔ ہمارے پرجاپریشدی بھائی اس خطرے کا کیا حل پیش کرتے ہیں۔ جو خطرہ اس وقت ملک کے عوام کو درپیش ہوگا۔ اگر رائے شماری پر اس شورش کا اثر پڑا۔ اور نتیجہ پاکستان کے حق میں نکلا۔ ذرا غور تو کریں، کہ اس وقت ریاست کے عوام کی اور خاص کر جموں علاقہ کے عوام کی درگت کیا ہوگی۔ بڑے بڑے پریشد والے خود تو اس وقت اپنی پونجی لے کر بھاگ جائیں گے۔ یہ تو اپنی جائیدادیں پٹھانکوٹ۔ امرتسر اور جالندھر میں بنا رہے ہیں۔ اس وقت بھی تباہ ہوں گے، وہ لاکھوں غریب عوام، جن کو اندرونی سازشوں کا تو پتہ نہیں +

رائے عامہ کا فرض

ان سب باتوں کو سمجھ لینے کے بعد صوبہ کے ہر ایک انسان کا یہ فرض ہو جاتا ہے۔ کہ وہ پرجاپریشد کی خطرناک اور تباہ کن ایجی ٹیشن کو ختم کرنے کے لئے اپنا فرض ادا کرے۔ اور دلائل کے ساتھ پریشد کے گمراہ کئے ہوئے لوگوں کو سمجھائے اور غلط راستے پر چلنے سے روکے۔ پریشد کے کارکنوں کے ساتھ بحث کرے اور دلائل اور واقعات پیش کر کے ان کو قائل کرے۔ یہی وطن کی صحیح خدمت ہے اور یہی ہندوستان کے مفاد کا مطالبہ ہے۔

عبید الرشید کاملی نے پیپلز پرنٹنگ پریس جموں سے چھپوا کر دفتر آل
جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس ریذیڈنسی روڈ جموں سے شائع کیا۔